ٹھکانوں وغیرہ کے ذمہ دار ہیں' جس دین پر وہ ہیں اس سے ان کو نہ پھیرا جائے گا۔ انکے حقوق اور انکی عبادت گاہوں کے حقوق میں کوئی تبدیلی نہ کی جائیگی۔ نہ کسی پادری کو نہ کسی راہب کو اور نہ کسی عبادت گاہ کے خادم کو خواہ اس کا عہدہ معمولی ہو یا بڑا اس سے نہیں ہٹایا جائیگا اور انکو کوئی خوف وخطر نہ ہوگا (طبقات الکبری' ج ا' ص ۲۸۸۔۳۵۸)

مورخین نے لکھا ہے کہ یہی معاہدہ عہد صدیقی میں نافذ العمل رہا' عہد فاروقی وعہد عثمانی میں اس معاہدے میں حالات کے پیش نظر کچھ ترامیم ہوئیں تاہم پھر بھی اقلیت کے حقوق کے حوالے سے اس معاہدے کی روح خلفائے راشدین کے دور میں بھی برقرار رہیں۔ اور آج کے دور کے لئے بھی ایک عملی سبق ہے۔

ذیل میں غیر مسلم شہریوں کے چند حقوق کی تفصیل دی جاتی ہے۔

جان و مال کی حفاظت : ذمی (غیر مسلم) لوگ اسلامی ریاست کے باقاعدہ شہری ہوتے ہیں حکومت پابند ہوگی کہ ان کی ہر طرح حفاظت کرے۔ اگر کسی طرف سے ان پر کوئی ظلم وزیادتی ہوتی ہو تو ان کا دفاع کرے۔ زیادتی کرنے والا، خواہ کوئی مسلم ہو یا غیر مسلم تو حکومت ہر طرح سے ان کی حفاظت اور دفاع کی پابند ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهَدًا أَوِ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" " خبردار! جس کسی نے عہد والے (ذمی) پر ظلم کیا یا اس کا حق ادا نہ کیا یا اس کی ہمت سے بڑھ کر اسے کسی بات کا مکلف کیا یا اس کی دلی رضامندی کے بغیر اس کی کوئی چیز لی تو قیامت کے روز میں اسکی طرف سے جھگڑا کروں گا۔" [سنن ابی داود]

یہ بات یاد رہے کہ کسی غیر مسلم کا کافر ہونا اپنی جگہ پر، مگر انسانی حقوق کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مظلوم کی حمایت کریں گے اور اسے اس کا حق دلوائیں گے۔ کسی شخص کا مسلمان ہونا اسے کسی کافر کے انسانی حقوق غصب کرنے یا اس پر کسی قسم کا ظلم کرنے کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دیتا۔

صاحب المغنی کا بیان ہے کہ جب تک اسکا ذمہ اور عہد باقی ہو اور ان کی طرف سے کوئی ایسی چیز صادر نہ ہو جو ان کے ذمہ کو ختم کرنے والی ہو تو (ان کی جانوں کے ساتھ ساتھ) ان کے اموال کی حرمت بھی اسی طرح ہے جیسے کہ مسلمانوں کے اموال کی حرمت۔

آزادی نقل وحرکت : جب یہ لوگ اسلامی ریاست کے شہری تصور کئے گئے تو بحیثیت شہری یہ لوگ سوائے مکہ، مدینہ کے ہر جگہ آزادانہ جاسکتے ہیں تجارت کریں یا دیگر مشاغل اختیار کریں، اور اس کے علاوہ انہیں ملک میں رہائش کے حقوق بھی حاصل ہیں۔

دینی آزادی : غیر مسلم شہریوں کا ایک حق یہ ہے کہ مسلمان ان کے مخصوص دین وعقیدہ کے درپے نہ ہوں گے۔ ان کی مخصوص عبادت کی ادائیگی میں ان کے لئے کوئی روک ٹوک نہ ہوگی۔ عقد ذمہ میں یہ طے ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنے کفریہ دین پر قائم رہ سکتے ہیں اور اپنے مذہبی طور طریقوں کے مطابق عبادت کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ

ان لوگوں کو جبراً مسلمان نہیں بنایا جاسکتا۔صرف محاسنِ اسلام ان کے سامنے پیش کیے جائیں گے،قبولِ اسلام کی دعوت دی جائے گی پھر جو کوئی اپنی دلی خوشی سے اسلام قبول کر لے تو اچھی بات ہے۔

عبادت خانوں کی حفاظت : ان کے گرجوں' کلیسوں' مندروں اور دیگر عبادت خانوں کو اسی طرح قائم رکھا جائے گا گرایا نہیں جائے گا۔جیسا کہ معاہدہ نجران کے شرائط میں ہے۔کہ آپ ﷺ نے ان کے مذہبی ٹھکانوں کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی اور ان کی عبادت گاہوں میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کرنے کا عندیہ دے دیا۔

آزادیٔ عبادت : غیر مسلم شہریوں کو اپنے دین کے مطابق عبادات سرانجام دینے کی اجازت ہے تورات وانجیل وغیرہ اپنی مذہبی کتاب پڑھنے پڑھانے کی انہیں اجازت ہے یعنی اپنے لوگوں کو اور ایسے تمام اعمال جو ان کے ہاں دین شمار ہوتے ہیں ان کی بجا آوری میں ان پر کوئی پابندی نہیں،خواہ اسلام میں وہ گناہ ہی ہوں،مثلاً شراب پینا،خنزیر پالنا اور ان کی خرید وفروخت وغیرہ۔رمضان کے دنوں میں کھانا پینا وغیرہ،مگر شرط یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ ان کے شہروں میں اکٹھے رہتے ہوئے یہ لوگ اپنے یہ اعمال اور ان حرام اشیاء کی خرید وفروخت سرعام نہیں کر سکتے۔اس سے انہیں روکا جائے گا اور مخالفت کی صورت میں تعزیر بھی لگے گی۔

کسب وروزگار کی آزادی: کاروبار،تجارت اور کسب کی انہیں پوری آزادی ہے۔حسب وسائل جائیداد کی خرید وفروخت کر سکتے ہیں،البتہ سودی کاروبار اور ایسے تجارتی امور جو عوام الناس کے لئے واضح طور پر ضرر رساں ہیں ان کی انہیں کسی طرح اجازت نہیں دی جاسکتی جیسے کہ مسلمانوں کو بھی اس کی اجازت نہیں ہے۔

حکومتی مناصب کی حقداری: ذمی لوگ منصب خلافت،وزارت یا جہاد وغیرہ کے امیر بنائے جانے کے کسی طرح اہل نہیں ہوتے۔البتہ ایسے مناصب پر انہیں تعینات کیا جاسکتا ہے جس میں ذمہ دار کے لئے مسلمان ہونا شرط نہیں،مثلاً چھوٹے بچوں کو لکھنے پڑھنے کی تعلیم دینا وغیرہ۔امیر کی طرف سے بعض عام قسم کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے انہیں نائب بھی بنایا جاسکتا ہے۔

فیصلہ جات کی خودمختاری : یہ لوگ حق رکھتے ہیں کہ اپنے مذہبی یا مخصوص روایتی تنازعات کے لئے اپنے قاضی مقرر کر لیں یا پنچایت بنالیں اور انہی سے اپنے معاملات کے فیصلے کرائیں۔لیکن معاملہ اگر امن عامہ وغیرہ سے متعلق ہو تو یقیناً عدالت اسلامیہ اس کا فیصلہ کرے گی۔اسی طرح اگر یہ لوگ اپنے مذہبی معاملات بھی اسلامی عدالت میں لائیں گے تو شرعی عدالت اپنے اصول وضوابط کے تحت ہی فیصلے کرے گی۔

غیر مسلم کی گواہی : مسلمان کے ساتھ معاملات میں ان کی گواہی قابل قبول نہیں،سوائے ان مواقع کے جہاں کوئی مسلمان میسر نہ ہو مثلاً سفر وغیرہ میں۔

غیر مسلم (کتابی) عورتوں سے نکاح: مسلمانوں کو اجازت ہے کہ اہل کتاب عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں مگر ان ذمی مردوں کو اجازت نہیں کہ مسلمان عورتوں سے نکاح کر سکیں۔

مولانا حافظ لقمان الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

عشرہ ذی الحجہ اور قربانی کے فضائل و مسائل

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل:

☆ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے عشرہ ذی الحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں، ان میں سے ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزے کے برابر اور ایک رات میں عبادت کرنا شب قدر کے برابر ہے۔ (ترمذی ج ۱ص ۱۲۷۸رحمانیہ، ابن ماجہ ص ۱۲۴قدیمی)

☆ نیز فرمایا کہ عرفہ (نویں ذی الحجہ) کا روزہ رکھنا ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ کا کفارہ ہے۔ (ترمذی ج۱ص ۱۲۷۶رحمانیہ، ابن ماجہ ص ۱۲۴)

☆ واضح رہے کہ عرفہ کے دن کا ہر علاقے کا اپنا اعتبار ہے۔ لہٰذا پاکستان میں عرفہ کا دن یہاں کے ۹ ذی الحجہ کو ہی ہوگا اس میں سعودی عرب کے ۹ ذی الحجہ کا اعتبار نہ ہوگا۔ (نظام الفتاویٰ ج ۲ ص ۴۲۳)

☆ اسی طرح عید کی رات میں عبادت کرنا بڑی فضیلت اور ثواب کا موجب ہے۔

☆ قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ ماہ ذی الحجہ کے آغاز سے قربانی کا جانور ذبح کرنے تک جسم سے بال اور ناخن صاف نہ کرے، البتہ اگر چالیس دن پورے ہوئے ہوں تو بالوں کی صفائی ضروری ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱۰ص ۱۳۱ بحوالہ مسلم وشامی)

قربانی کی فضیلت:

☆ صحابی رسول ﷺ حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے فاطمہ! اپنی قربانی کے لئے کھڑی ہو جا اور حاضر ہو جاؤ، بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ اس (قربانی) کے خون کا پہلا قطرہ گرنے سے پہلے تمہارے پچھلے گناہوں کو معاف کر دے گا اور (قربانی کے ذبح کے وقت) کہہ، اِنَّ صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العلمين ○ لاشريك له وبذلك امرت وانا اول المسلمين۔ عمرانؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! یہ (فضیلت) خاص آپ اور آپ کے اہل بیت کے لئے ہے یا تمام مسلمانوں کے لئے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، بلکہ یہ (فضیلت) تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔ (مستدرک للحاکم رقم الحدیث